از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 26 فروری، 1960

رابڑی گھیلا جاداو

بنام

دی سٹیٹ آف بمبئی

(بی پی سنہا، چیف جسٹس، جعفر امام اور جے سی شاہ، جسٹس صاحبان)

فوجداری اپیل- یہ صرف سزا کے سوال پر سنی اور قبول کی جا سکتی ہے مجموعہ ضابطہ فوجداری (V، سال 1898)، دفعات 418(1)، 419، 421,422۔

اپیل کنندہ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 304 حصہ I کے تحت مجرم قرار دیا گیا اور ٹرائل کورٹ نے عمر قید کی سزا سنائی۔ عدالت عالیہ میں اس کی اپیل صرف سزا کے سوال پر قبول کی گئی اور سماعت میں سزا کو کم کر کے 10 سال قید کر دیا گیا۔ خصوصی اجازت کی اپیل پر اپیل کنندہ نے دلیل دی کہ عدالت عالیہ میں اس کی اپیل کو قانونی طور پر صرف سزا کے سوال پر قبول نہیں کیا جا سکتا اور وہ مقدمے کی خوبیوں پر بھی سماعت کا حقدار ہے۔

قرار پایا گیا کہ ضابطہ فوجداری کی دفعات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپیلیٹ عدالت کے پاس یہ اختیار ہے کہ اگر وہ یہ سمجھتی ہے کہ مداخلت کے لئے کوئی مناسب بنیاد نہیں ہے تو وہ اپیل کو فوری طور پر خارج کر سکتی ہے، لیکن اس کے پاس اپیل کو صرف سزا کے سوال پر سماعت کی ہدایت دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

اپیلیٹ عدالت، اپیل کی سماعت کے بعد بالآخر سزا کو کم کرنے کی اپیل کو نمٹانے کا اختیار رکھتی تھی لیکن وہ اپیل کو صرف سزا کے سوال پر داخل کرنے کی ہدایت دینے کی حقدار نہیں تھی۔ اپیل کنندہ عدالت عالیہ میں قابلیت پر اپنی اپیل کی سماعت کا حقدار تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دی کنگ ایمپرر بنام داہوراوت،(1935)ایل آر62آئی اے129،اس کے بعد آیا۔

جعفر شیخ بنام ایمپرر، (1914) آئی ایل آر 41 کلکتہ 606، گیا سنگھ بنام دی کنگ ایمپرر، (1925) آئی ایل آر 4 پٹنہ 254، اور سدھیر کمار نیوگی اور ایک اور بنام ایمپرر، اے آئی آر (1942)پٹنہ46،منظور شدہ۔

بائی دھنکور بنام ایمپرر،(1937)آئی ایل آر بمبئی365،نا قابل اطلاق۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر14،سال1959۔

راجکوٹ میں بمبئی عدالت عالیہ کے 19 نومبر 1957 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، فوجداری اپیل نمبر137،سال5719، سیشن جج، سورتھ ڈویژن، جوناگڑھ کے 31 اگست 1957 کے فیصلے اور حکم سے، سیشن کیس نمبر26،سال5719 میں۔

پی کے چٹرجی، اپیل کنندہ کے لیے۔

جواب دہندہ کے لیے ایچ جے امریگر اور آر ایچ دھیبر۔

1960, فروری،26.

عدالت کا فیصلہ امام جسٹس نے سنایا۔

امام، جسٹس- یہ اپیل خصوصی اجازت کے ذریعے کی گئی ہے۔ اپیل کنندہ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 304، حصہ I کے تحت مجرم قرار دیا گیا اور عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ اس نے بمبئی عدالت عالیہ میں اپیل کی۔ عدالت عالیہ کے فیصلے کے مطابق اپیل صرف سزا کے نقطہ پر قبول کی گئی تھی۔ عدالت عالیہ نے عمر قید کی سزا کو کم کر کے 10 سال کی قید بامشقت کر دیا۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ پیش کیا گیا کہ عدالت عالیہ قانونی طور پر صرف اثباتِ جُرم کے نقطہ پر اپیل قبول نہیں کر سکتی اور اپیل کنندہ اپنی اثباتِ جُرم کی خوبیوں پر بھی اپنی اپیل کی سماعت کا حقدار ہے۔ جس ثبوت پر اپیل کنندہ کو مجرم قرار دیا گیا وہ غیر تسلی بخش تھا اور وہ بری ہونے کا حقدار تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and integrity of this document

مختصراً بیان کیا گیا، استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ اپیل کنندہ نے 6 اپریل 1957 کو زینہ ہیرا کی موت کا سبب بنا تھا، جب متوفی ملحقہ گاؤں سے اپنی رہائش گاہ کے گاؤں لوٹ رہا تھا۔ اپیل کنندہ نے راستے میں اس سے ملاقات کی اور اس پر اپیل کنندہ کے گھر میں چوری کا الزام لگایا جس کی متوفی نے تردید کی۔ اس پر اپیل کنندہ نے اس پر ایک چھڑی سے حملہ کیا جس کے گرد لوہے کے چھلے تھے۔ اپیل گزار کی طرف سے اس چھڑی سے کئی وار کیے گئے جس کے نتیجے میں زینہ ہیرا نیچے گر گئی۔ اگرچہ 8 میل دور کیشود سے ایک ڈاکٹر کو بلایا گیا، لیکن بالآخر متوفی کو بہتر طبی علاج کے لیے جوناگڑھ لے جایا گیا لیکن 7 اپریل کی صبح سویرے راستے میں ہی اس کی موت ہو گئی۔

اپیل کنندہ کے معاملے کے مطابق وہ جائے وقوعہ پر موجود نہیں تھا اور اس نے الزام میں قصور وار نہ ہونے کی استدعا کی۔

عدالت عالیہ کے فیصلے کے مطابق اپیل کنندہ کی اپیل اس کے سامنے صرف سزا کے نقطہ پر قبول کی گئی تھی۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ عدالت عالیہ کی طرف سے اپنایا گیا یہ طریقہ کار مجموعہ ضابطہ فوجداری 421 اور 422 کی توضیعات کے مطابق نہیں تھا۔ نور شیخ بنام ایمپرر ([1])، گیا سنگھ بنام دی کنگ ایمپرر ([2])، سدھیر کمار نیوگی اور ایک اور بنام ایمپرر ([3]) اور شیخ ریجو و دیگراں بنام ایمپرر ([4]) کے مقدمات میں کلکتہ عدالت عالیہ اور پٹنہ عدالت عالیہ کے فیصلوں اور دی کنگ ایمپرر بنام داہو راؤت ([5]) کے معاملے میں پریوی کونسل کے فیصلوں پر انحصار کیا گیا۔ کلدیپ داس بنام دی کنگ ایمپرر ([6]) کے معاملے میں پٹنہ عدالت عالیہ کے فیصلے اور بائی دھنکور بنام شہنشاہ ایمپرر ([7]) کے معاملے میں بمبئی عدالت عالیہ کے فیصلے کا بھی حوالہ دیا گیا۔

اپیل سے متعلق باب XXXI میں مجموعہ ضابطہ فوجداری کی کچھ توضیعات کے حوالے سے اپیل کنندہ کی جانب سے کی گئی پیش کش کی تعریف کرنے کے لیے ضروری ہو گا۔ دفعہ 418(1) کے تحت اپیل حقیقت کے معاملے کے ساتھ ساتھ قانون کے معاملے پر بھی ہو سکتی ہے، سوائے اس کے کہ جہاں مقدمے کی سماعت فیصلہ ساز کمیٹی کے ذریعے کی گئی ہو، ایسی صورت میں اپیل صرف قانون کے معاملے پر ہو گی۔ اس اپیل کے مقاصد کے لیے اس دفعہ کے ذیلی دفعہ (2) کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے۔ دفعہ 419 کے تحت ہر اپیل اپیل گزار یا اس کے وکیل کی طرف سے تحریری طور پر پیش کردہ درخواست کی شکل میں کی جائے گی اور ایسی ہر درخواست (جب تک کہ وہ عدالت جس کے سامنے اسے دوسری صورت میں پیش کیا گیا ہو) کے ساتھ اس فیصلے یا حکم کی ایک کاپی ہو گی جس کے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and integrity of this document

خلاف اپیل کی گئی ہو، اور، فیصلہ ساز کمیٹی کے ذریعے زیر سماعت معاملات میں، دفعہ 367 کے تحت درج کردہ الزام کے سروں کی ایک نقل۔ اس طرح کی درخواست پیش کرنے پر کیا ہونا چاہیے اس بارے میں ضابطہ اخلاق دفعات 421 اور 422 کی توضیعات کا حوالہ دینا ضروری ہو گا۔ دفعہ 421 میں لکھا ہے:

"421(1) دفعہ 419 یا دفعہ 420 کے تحت درخواست اور نقل موصول ہونے پر، اپیلٹ عدالت اس پر غور کرے گی، اور، اگر یہ سمجھتی ہے کہ مداخلت کے لیے کوئی کافی بنیاد نہیں ہے، تو وہ اپیل کو مختصر طور پر خارج کر سکتی ہے:

بشر طیکہ دفعہ 419 کے تحت پیش کی گئی کوئی بھی اپیل اس وقت تک خارج نہیں کی جائے گی جب تک کہ اپیل کنندہ یا اس کے وکیل کو اس کی حمایت میں سماعت کا معقول موقع نہ مل جائے۔

(2) اس دفعہ کے تحت اپیل کو خارج کرنے سے پہلے، عدالت مقدمے کا ریکارڈ طلب کر سکتی ہے، لیکن ایسا کرنے کی پابند نہیں ہو گی۔"

دفعہ 422 میں لکھا ہے:

"422. اگر اپیلٹ عدالت اپیل کو مختصر طور پر خارج نہیں کرتی ہے، تو وہ اپیل کنندہ یا اس کے وکیل کو، اور ایسے افسر کو، جسے ریاستی حکومت اس سلسلے میں مقرر کرے، اس وقت اور جگہ کے بارے میں نوٹس دے گی جس پر اس طرح کی اپیل کی سماعت کی جائے گی، اور ایسے افسر کی درخواست پر اسے اپیل کی بنیاد کی ایک نقل فراہم کرے گی۔

اور، دفعہ 411A، ذیلی دفعہ (2)، یا دفعہ 417 کے تحت اپیل کے معاملات میں، اپیلٹ عدالت ملزم کو اسی طرح کا نوٹس دے گی۔"

ان دفعات سے یہ واضح ہے کہ دفعہ 419 کے تحت درخواست اور ایک نقل موصول ہونے پر، اپیلٹ عدالت اس پر غور کرے گی اور اگر یہ سمجھتی ہے کہ مداخلت کے لیے کوئی کافی بنیاد نہیں ہے تو وہ اپیل کو مختصر طور پر خارج کر دے گی، اور یہ کہ اگر اپیلٹ عدالت اپیل کو مختصر طور پر خارج نہیں کرتی ہے، تو وہ اپیل گزار یا اس کے وکیل، اور ایسے افسر کو نوٹس دے گی جسے ریاستی حکومت اس سلسلے میں مقرر کرے، اس وقت اور جگہ پر جس پر ایسی اپیل کی سماعت کی جائے گی۔ کسی حکم کی ریکارڈنگ کہ اپیل قبول کی جاتی ہے، جب اسے مختصر طور پر خارج نہیں کیا جاتا ہے، خوشی سے منتخب

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کردہ اظہار نہیں ہے جیسا کہ دی کنگ ایمپرر بنام داہو راؤت ([1]) کے معاملے میں پریوی کونسل نے نشاندہی کی تھی۔ دفعہ 421 اپیلٹ عدالت کو اپیل کو مختصر طور پر خارج کرنے کا کافی اختیار دیتی ہے اگر وہ یہ سمجھتی ہے کہ مداخلت کے لیے کوئی کافی بنیاد نہیں ہے۔ دوسری طرف، اگر وہ اپیل کو مختصر طور پر خارج نہیں کرتا ہے تو اس پر یہ واجب ہے کہ اپیل کا نوٹس اپیل کنندہ اور ایسے افسر کو دیا جائے جو ریاستی حکومت اس کی طرف سے اس وقت اور جگہ پر مقرر کرے جس پر اس طرح کی اپیل کی سماعت ہو گی۔ یہ دفعات اپیل کو جزوی طور پر خارج کرنے پر غور نہیں کرتی ہیں جیسا کہ پریوی کونسل نے مذکورہ بالا کیس میں نشاندہی کی تھی جہاں لارڈ تھنکرٹن نے کہا تھا:

"دفعہ کی قیود جزوی خلاصہ برخاستگی کے امکان کو یکساں طور پر خارج کرتی ہیں، مثال کے طور پر، جہاں تک اثباتِ جُرم کے خلاف اپیل کی جاتی ہے۔ خلاصہ برخاستگی میں ناکامی، دفعہ 422 اور 423 کی توضیعات لاگو ہوتی ہیں اور ان کی رائے میں، دفعہ 422 کے نوٹسوں کے بارے میں پیش گوئیاں اور دفعہ 423 میں ریکارڈ کے لیے بھیجنے کے بارے میں دفعات واضح طور پر عارضی ہیں اور اس مرحلے پر نظر ثانی کی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی۔"

تاہم، ریاست بمبئی کی جانب سے یہ پیش کیا گیا کہ پریوی کونسل کے سامنے مقدمے کے حقائق کو موجودہ کیس کے حقائق سے الگ کیا جا سکتا ہے کیونکہ پریوی کونسل کے سامنے کیس میں دفعہ 422 کے تحت کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا اور ریکارڈ دفعہ 423 کے مطابق نہیں بھیجا گیا تھا۔ موجودہ معاملے میں دفعہ 422 کے تحت نوٹس جاری کیے گئے اور ضابطہ کی دفعہ 423 کے مطابق ریکارڈ بھیجا گیا۔ مندرجہ ذیل اثر کے لیے پریوی کونسل کے فیصلے کے اختتامی حصے پر خاص طور پر انحصار کیا گیا:-

"اس کے مطابق، ان کے قائدین عزت مآب کو عاجزی کے ساتھ مشورہ دیں گے کہ اپیلوں کی اجازت دی جانی چاہیے، اور یہ اعلان کیا جانا چاہیے کہ مجموعہ فوجداری ضابطہ کی صحیح تعمیر پر، اپیلٹ عدالت قیود 421 کے لحاظ سے اپیل کو مختصر طور پر خارج کرنے کی حقدار ہے جب تک کہ عدالت مطمئن نہ ہو کہ اپیل میں مانگی گئی راحت کے مطابق مداخلت کرنے کی کوئی کافی بنیاد نہیں ہے، اور یہ کہ جہاں اپیل کو کیا مختصر طور پر خارج نہیں جاتا ہے، عدالت اپیل کو نمٹانے کے لیے پابند ہے، دفعہ 422 کی توضیعات کے مطابق نوٹس کے طور پر، اور دفعہ 423 کی توضیعات کے ساتھ۔ ریکارڈ بھیجنے کے لیے، اگر ایسا ریکارڈ پہلے سے عدالت میں موجود نہیں ہے۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

تاہم، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ضابطہ کی توضیعات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اگرچہ اپیلٹ عدالت کو اپیل کو مختصر طور پر خارج کرنے کا اختیار حاصل ہے، اگر وہ یہ سمجھتی ہے کہ مداخلت کے لیے کوئی کافی بنیاد نہیں ہے، تو اسے ہدایت دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے، جیسا کہ ہمارے سامنے معاملہ ہے، کہ اپیل کی سماعت صرف سزا کے نقطہ پر ہوگی۔ اس طرح کا حکم قیود 421 کے تحت خلاصہ برخاستگی کا حکم نہیں ہے اور نہ ہی یہ ضابطہ کی قیود 422 کے لحاظ سے حکم ہے۔ جب اپیل دائر کی جاتی ہے تو یہ اثباتِ جُرم اور سزا کے خلاف اپیل ہوتی ہے اور اپیلٹ عدالت کے لیے یہ ہدایت دینا جائز نہیں ہے کہ اس کی سماعت صرف سزا کے سوال پر کی جائے۔ دفعہ 421 اور 422 کی ہماری تشریح داہو راؤت کے معاملے میں پریوی کونسل کی طرف سے ان دفعات کی تشریح کے مطابق ہے۔ کلکتہ عدالت عالیہ اور پٹنہ عدالت عالیہ کے فیصلے (1914) آئی ایل آر 41 کلکتہ 606، اے آئی آر 1942 پٹنہ 46، (1925) آئی ایل آر 4 پٹنہ 254 میں جو اوپر مذکور ہیں ہمیں درست معلوم ہوتے ہیں۔ ان حالات میں پٹنہ عدالت عالیہ کی طرف سے (1932) آئی ایل آر 11 پٹنہ 697 میں ظاہر کردہ نقطہ نظر کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے جو کہ داہو راؤت کے معاملے میں پریوی کونسل کے فیصلے سے پہلے کا فیصلہ تھا۔ آئی ایل آر 1937 بمبئی 365 میں بمبئی عدالت عالیہ کے فیصلے نے ایک ایسا طریقہ تلاش کرنے کی کوشش کی جس میں دشواری کو حل کیا جا سکے جہاں اپیلٹ عدالت کی رائے تھی کہ صرف سزا کا سوال شامل ہے۔ اس اپیل کے مقاصد کے لیے ہمارے لیے اس فیصلے کے بارے میں کچھ کہنا غیر ضروری ہے کیونکہ جو کچھ وہاں کہا گیا تھا وہ غور کے لیے پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ موجودہ معاملے میں، عدالت عالیہ کے فیصلے کے مطابق، اپیل صرف سزا کے نقطہ پر قبول کی گئی تھی۔ مسٹر امریگر نے اس بات پر بھی زور دیا کہ دفعہ 423 کے تحت اپیلٹ عدالت کو سزا کو کم کرنے کا اختیار حاصل ہو۔ ایسا ہی ہے، لیکن اس اختیار کا استعمال دفعہ 422 کے تقاضوں کی تعمیل کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ اپیل کی سماعت کے بعد اپیلٹ عدالت کو یقینی طور پر سزا کو کم کرنے کی اپیل کو بالآخر نمٹانے کا اختیار حاصل ہے لیکن یہ اسے یہ ہدایت دینے کا حق نہیں دیتا ہے کہ اپیل صرف سزا کے سوال پر قبول کی جائے۔ تاہم، ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ اس نکتے پر مسٹر امریگر کے بیان سے نمٹنے میں ہمارا تعلق اپیلٹ عدالت کے اختیارات سے ہے نہ کہ اپنے نظر ثانی شدہ دائرہ اختیار کے استعمال میں عدالت عالیہ کے اختیارات سے جو اس اپیل میں غور کے لیے پیدا نہیں ہوتا۔ ہماری رائے میں، موجودہ معاملے میں اپیل کو قبول کرنے والے حکم کی شکل غلط تھی اور اپیل کنندہ اس بات پر اصرار کر سکتا تھا کہ چونکہ اپیل کو مختصر طور پر خارج نہیں کیا گیا تھا، لہٰذا عدالت عالیہ کو اس کی اپیل کو قابلیت پر بھی سننا چاہیے تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

چونکہ اپیل کی سماعت قابلیت پر نہیں ہوئی تھی، اس لیے ہم نے غور کیا کہ آیا اپیل کو قابلیت پر دوبارہ سماعت کے لیے عدالت عالیہ واپس بھیجا جانا چاہیے یا نہیں۔ تاہم، ہم نے اپنے لیے خوبیوں پر اپیل سننا مناسب سمجھا ہے۔

ہم نے، اس کے مطابق، ثبوت پر اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کو سنا۔ شواہد کے جائزے سے ہمارے لیے یہ واضح ہے کہ اپیل کنندہ کے خلاف مقدمہ کافی حد تک ثابت ہو چکا ہے۔ ایک عینی شاہد تھا جس نے اپیل کنندہ کو متوفی پر چھری سے حملہ کرتے دیکھا۔ اس کا کسی نہ کسی طرح متوفی سے تعلق تھا، جس سے اس نے انکار کرنے کی کوشش کی، بصورت دیگر اس کے ثبوت میں ایسا کچھ نہیں ہے جو عدالت کو اس کی گواہی پر عدم اعتماد کرنے پر آمادہ کرے۔ یہ عینی شاہد، باوا ٹیپو، حملے کے فوراً بعد، سمرولی کے پولیس پٹیل، ایک کیشو کے پاس گیا، اور اسے بتایا کہ متوفی پر اپیل کنندہ نے حملہ کیا ہے۔ کیشو نے اس سلسلے میں باوا ٹیپو کی تصدیق کی۔ اس سلسلے میں کیشو کے ثبوت کی تصدیق نتھا جیوا نے بھی کی ہے جس نے کہا کہ باوا ٹیپو آیا اور کیشو کو بتایا کہ زینا ہیر اپر اپیل کنندہ نے شدید حملہ کیا اور اسے زخمی کر دیا۔ بوگھا جیوا نے بھی اس سلسلے میں کیشو کی تصدیق کی۔ ان گواہوں میں سے کسی کا بھی اپیل کنندہ کے خلاف گواہی دینے کا کوئی حقیقی مقصد نہیں ہے۔ اس ثبوت کے علاوہ متوفی کا موت کا اعلامیہ بھی تھا کہ اس کا حملہ آور کون تھا۔ مزید برآں اپیل کنندہ کے کہنے پر زیر زمین دفن ایک چھری کی بازیابی ہوئی جو مصلیات داں کی رپورٹ کے مطابق انسانی خون سے داغدار پائی گئی۔ دیگر قرائنی شہادت کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ استدعا کی گئی کہ اپیل کنندہ کے متوفی پر حملہ کرنے کی وجہ درست نہیں ہو سکتی کیونکہ کیشو کی طرف سے درج کی گئی ابتدائی اطلاع میں اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا تھا۔ پولیس افسر پر یکانت کے ثبوت کا بھی حوالہ دیا گیا کہ تھانے میں اپیل کنندہ کی طرف سے چوری کی کوئی معلومات درج نہیں کی گئی تھی۔ اپیل کنندہ نے اپنے بیان میں اس بات سے انکار کیا کہ متوفی نے اپنے گھر میں کوئی چوری کی تھی اور اپیل کنندہ کے گواہ کرسن بھائی نے جرح میں کہا تھا کہ ان کے گھر میں کوئی چوری نہیں ہوئی تھی۔ اس گواہ سے استغاثہ نے پوچھ گچھ کی لیکن اسے معاندانہ قرار دے دیا گیا اور عدالت نے اس سے جرح کرنے کی اجازت دے دی۔ تاہم، ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اگرچہ اپیل کنندہ کی طرف سے متوفی کے خلاف چوری کے الزام کے بارے میں کہانی ابتدائی اطلاع میں بیان نہیں کی گئی تھی لیکن اس غلطی کا کوئی نتیجہ نہیں ہے کیونکہ کیشو نے بھی ابتدائی اطلاع میں کہا ہے کہ اس نے باوا ٹپو سے پوچھا تھا کہ جھگڑا کیسے شروع ہوا تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ پولیس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اسٹیشن میں چوری کے بارے میں کوئی معلومات درج نہیں کی گئی تھی، یہ ضروری نہیں ہے کہ اپیل کنندہ متوفی پر شک نہیں کر سکتا تھا۔ اپیل کنندہ اور اس کے بھائی کا انکار زیادہ اہمیت نہیں رکھ سکتا کیونکہ ان کے لیے ایسی کسی بھی چیز سے انکار کرنا فطری ہو گا۔ اس کے علاوہ اگرچہ حملے کی اصل وجہ مبہم ہو سکتی ہے، اگر ثبوت واضح ہے کہ اپیل کنندہ نے متوفی پر حملہ کیا ہے، تو اس سے بہت کم فرق پڑتا ہے اگر عدالت کے سامنے حملے کا کوئی واضح مقصد نہ ہو۔ جیسا کہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں، باوا ٹیپو کے یہ تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ کے علاوہ کہ اس کا متوفی سے کسی حد تک تعلق تھا، اس طرح کے سنگین معاملے میں اپیل کنندہ کے خلاف گواہی دینے کا اس کا کوئی واضح مقصد نہیں تھا۔ اس کا طرز عمل ظاہر کرے گا کہ اس نے درحقیقت حملے کا مشاہدہ کیا تھا کیونکہ حملے کے فوراً بعد وہ پولیس پٹیل کیشو کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ اپیل کنندہ نے متوفی پر چھری سے حملہ کیا ہے۔ مرنے والے اعلامیے کی صداقت پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ یہ فرض کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ متوفی نے اپیل کنندہ پر جھوٹا الزام لگایا ہو گا کیونکہ اس سے پہلے کوئی دشمنی قائم نہیں ہوئی تھی۔ اس بات کا بھی امکان نہیں ہے کہ وہ اپنے اصل حملہ آور کو چھوڑ دے اور اپیل کنندہ پر جھوٹا الزام لگائے۔ مرنے کے بیان کی تصدیق چشم دید گواہ باوا ٹیپو کے ثبوت سے ہوتی ہے۔ یہ اپیل کنندہ کے کہنے پر انسانی خون سے داغدار چھری کی بازیابی سے مزید تصدیق حاصل کرتا ہے جس کی شناخت باوا ٹیپو نے اپیل کنندہ سے تعلق رکھنے کے طور پر کی تھی۔

لہذا، یہ واضح ہے کہ مقدمے کے شواہد، جن کا ہم نے احتیاط سے جائزہ لیا ہے اور جن پر عدم اعتماد کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اپیل کنندہ نے متوفی کو چھری سے کئی بار مارا تھا اور اس طرح اس کی موت کا سبب بنا۔ اس لیے وہ کم از کم تعزیرات ہند کی دفعہ 304 کے تحت مجرم تھا جیسا کہ ٹرائل کورٹ نے پایا تھا۔ عدالت عالیہ کی طرف سے عائد کی گئی کم سزا غیر ضروری طور پر سخت نہیں لگتی ہے۔

اس کے مطابق اپیل خارج کر دی جاتی ہے۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.11.12 12:28
I attest to the accuracy and integrity of this document